کہ ملک کے سینکڑوں مدارس عربیہ اور ہزاروں اسلامی مکاتب اس آزادی سے محروم ہو جائیں گے جو انگریزوں کے دور میں بھی انھیں حاصل تھی اور جس سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں نے اپنے مذہب اور اس سے متعلق علوم وفنون کی حفاظت اور نگہداشت کا کام کیا تھا۔ اس بنا پر اس سفارش کو منظور کر لینے کے معنی اس کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتے کہ دستور نے اقلیتوں کے مذہب اور کلچر کے حفاظت کی جو یقین دہانی کی تھی اور اقلیتوں کا خود اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور چلانے کا جو حق تسلیم کیا تھا، اب حکومت اسے واپس لے رہی ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ صورتِ حال سر تا سر ناقابلِ قبول ہے چنانچہ دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش نے ابھی حال میں اپنی ۱۴ جون کی نشست میں جو تجویز منظور کی ہے وہ سب مسلمانوں کے جذبات کی ترجمان ہے۔ دینی تعلیمی کونسل کا یہ بروقت اقدام لائق تحسین ہے کہ اس نے پہلے سے ہوا کے رخ کی نشاندہی کر دی ہے۔ دوسرے تعلیمی اداروں کو بھی اس کے ساتھ تعاون کرکے، اسی قسم کی چیز منظور کرکے حکومت کے پاس بھیجنی چاہیے۔ اور تعلیمی کمیشن کی سفارشات کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے جو کارروائی ہوتی ہے اس پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔

حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ الکشمیری کے ہزاروں تلامذہ اور ارادتمندوں کو جو برصغیر میں پھیلے ہوئے ہیں یہ معلوم کرکے بڑا ملال ہوگا کہ حضرت موصوف کی اہلیہ محترمہ جنھیں ہم سب "اماں جی" کہا کرتے تھے جون کے آخری ہفتے میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر اس خاکدانِ عالم سے رخصت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ بڑی خوبیوں اور اعلیٰ صفات وکمال کی خاتون تھیں۔ حضرت شاہ صاحب ایسے شوہر کی وفات کے بعد انھوں نے زندگی جس صبر و رضا اور استقلال و توکل کے ساتھ بسر کی ہے وہ انھیں کا حصہ تھی۔ کئی برس سے کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا تھیں۔ سعادت مند اولاد نے بڑے سے بڑے علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا کے نہیں رکھی لیکن وہ کینسر ہی کیا جس سے مریض جانبر ہو جائے۔ اس مرض میں مرحومہ نے جو غیر معمولی تکالیف برداشت کی ہیں وہ یقیناً ان کے لئے درجۂ شہادت کی ضامن ہیں۔ اپنی اولادِ معنوی کے ساتھ وہی تعلق رکھتی تھیں جو خود حضرت الاستاذ کو تھا۔ ان کا نفس وجود ہم لوگوں کے لئے سرمایۂ خیر و برکت تھا۔ افسوس اب یہ بھی ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور صدیقین اور شہداء کا مقام عطا ہو۔ آمین۔